جلد ۲۹ | ۲۲ تبلیغ ہش ۱۳۲۰ | ۲۵ محرم ۱۳۶۰ھ | ۲۲ فروری سنہ ۱۹۴۱ء | نمبر ۴۳

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ جمعہ

صرف ان باتوں کی طرف توجہ کرو جن کے نتیجہ میں رُوحانی یا مادی فوائد حاصل ہو سکیں

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۱۴- ماہ تبلیغ سنہ ۱۳۱۹ ہش

مرتبہ شیخ رحمت اللہ صاحب شاکر

سُورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

اللہ تعالےٰ کا اپنے بندوں پر احسان

ہے- اور بہت ہی بڑا احسان ہے- اتنا بڑا احسان کہ انسان اس کی قدر و قیمت کا اندازہ ہی نہیں لگا سکتا- کہ اس نے اپنے فضل اور اپنے کرم سے انسانی دماغ کو ان الجھنوں اور پریشانیوں سے بچا لیا ہے- جن کا شکار ہونا اس کی مدد کے بغیر اس کے لئے لازمی اور ضروری تھا- اور واقعات اس امر کی تصدیق کرتے ہیں- کہ جنہوں نے خدا تعالےٰ کی مدد لینے سے انکار کر دیا- ان کے دماغ اُنہی

الجھنوں اور پریشانیوں میں مبتلا

ہیں- صرف وُہی ان الجھنوں سے محفوظ ہیں جنہوں نے الٰہی مدد کو قبول کرتے ہُوئے اپنے آپ کو اس مرض سے بچایا ہے انسان اس دُنیا میں جسے وُہ کسی وقت سب سے بڑی چیز سمجھا کرتا تھا- پیدا ہُوا- تو سُورج اسے ایک تھال نظر آتا تھا- چاند اسے تھالی کی مانند دکھائی دیتا اور ستارے اسے کوئی دانوں کے برابر- کوئی بیروں کے برابر- اور کوئی اخروٹوں اور کوئی سیبوں کے برابر نظر آتے تھے- زمین کی جھاڑیاں اور درخت بھی اسے سُورج چاند، اور ستاروں سے بڑے معلوم ہوتے تھے- اس کے لئے یہ بات حیرت انگیز تھی- کہ دُور جہاں تک اس کا ہاتھ نہیں پہونچ سکتا تھا- پہاڑوں پر چڑھ کر بھی نہیں پہونچ سکتا تھا- ایک چھوٹی سی ٹکیا نمودار ہو کر

ساری دُنیا کو روشن

کر دیتی ہے- اور رات کے وقت ایک چھوٹی سی سفید تھالی ظاہر ہو کر سارے عالم کو چاندنی سے بھر دیتی ہے- ہزاروں ہزار ٹمٹمانے والے ستارے جو ہیں پھیل جاتے ہیں- اور چمک چمک اس کی آنکھوں کو خیرہ کرتے ہیں- اس کی نظر کے لئے دلفریب نظارہ پیدا کرتے- اور جب دن آتا- تو غائب ہو جاتے ہیں- یقیناً یہ چیزیں اسے

حیرت میں ڈالنے والی

تھیں- اور حیرت میں ڈالنے والی ہوتیں اگر خدا تعالےٰ کا ہاتھ ابتدا میں ہی اسے پکڑ کر سیدھا رستہ نہ دکھا دیتا- ہم دیکھتے ہیں- گھر میں کوئی معمولی سا کھٹکا ہوتا ہے- تو گھر والے اُٹھ کر تجسس شروع کر دیتے ہیں- کوئی کہتا ہے- چوہا ہوگا- اور کوئی کہتا ہے- چور ہوگا- ایک معمولی سا کھٹکا چھپکلی اور چوہے سے لے کر چور تک پہونچا دیا جاتا ہے- تو ظاہر ہے- کہ ایسے نظارے اسے کس طرح حیران کر سکتے تھے- مگر جونہی کہ

انسانیت سنِ شعور کو

پہونچی- اور جونہی پہلا انسان سنِ شعور کو پہونچا- اللہ تعالےٰ نے اس کے کان میں یہ آواز ڈال دی- کہ میں تیرا اللہ ہُوں جس نے یہ سب دُنیا پیدا کی ہے- اور جو کچھ تجھے نظر آتا ہے- یہ سب میری مخلوق ہے جس طرح کہ تُو مخلوق ہے- اور تو ایک دن مر کر میرے سامنے آنے والا ہے- یہ سب چیزیں جو تجھے نظر آتی ہیں- خواہ قریب ہوں- خواہ دُور- میں نے تیرے فائدے اور تیرے کام آنے کے لئے پیدا کی ہیں اور سب تجھے نفع پہونچانے کے کاموں میں لگی ہوئی ہیں- اس آواز نے اسے کتنی پریشانیوں سے بچا لیا- اگر پہلا انسان بنی آدم اپنے سنِ شعور کو پہونچنے کے بعد اس آواز کو نہ سُنتا- تو اس کے لئے

کس قدر مصیبت ہوتی

اور وُہ کتنی پریشانیوں میں مبتلا ہو جاتا- دن چڑھتا- تو اس کے لئے ایک تکلیف کا آغاز ہو جاتا- کہ سُورج کی کُنہ کو معلوم کرے- اور رات ہوتی تو

مدینۃ المسیح

قادیان ۲۰ تبلیغ ۱۳۲۰ ہش۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالے کے متعلق ساڑھے نو بجے شب کی ڈاکٹری اطلاع منظر ہے۔ کہ حضور کو کھانسی کی شکایت ہے۔ احباب حضور کی صحت کے لئے دعا کریں۔

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کو سر درد اور بخار کی شکائت ہے دعائے صحت کی جائے۔

آج بعد نماز عصر تعلیم الاسلام ہائی سکول کے ہال میں جماعت نہم کے طلباء نے جماعت دہم کے طلباء کو الوداعی دعوت چائے دی جس میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ نے بھی شمولیت فرمائی۔ تلاوت و نظم خوانی کے بعد جماعت نہم کی طرف سے ایڈریس پڑھا گیا۔ جسکا جواب جماعت دہم کی طرف سے دیا گیا۔ بعد میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالے نے تقریر فرمائی جسمیں طلباء کو قیمتی نصائح فرمائیں۔

آج مغرب کے بعد حضرت میر محمد اسحٰق صاحب کی صدارت میں مجلس ارشاد کا جلسہ ہوا۔ جسمیں احمد رشید صاحب مالاباری نے اپنے احمدیت قبول کرنے کے حالات عربی نظموں میں سنائے۔ سیٹھ محمد سعید صاحب نے عربی زبان

تو ایک پریشانی کا دروازہ کھل جاتا۔ کہ چاند کی حقیقت کو معلوم کرے۔ اور پھر یہ پتہ لگائے۔ کہ ان چیزوں کا اس سے کیا تعلق ہے۔ یہ اسے کوئی نفع یا نقصان پہونچا سکتی ہیں یا نہیں۔ اس سے خوش یا ناراض ہو سکتی ہیں یا نہیں۔ اور ہم دیکھتے ہیں۔ کہ جنہوں نے اس آواز سے فائدہ نہیں اٹھایا۔ وہ ان چکروں میں پڑ گئے ہیں۔ ہزارہا

بت پرست قومیں

ان الجھنوں میں مبتلا ہیں۔ کوئی کہتی ہے۔ کہ چاند اور سورج پر ارواح چھا جاتی ہیں اور وہ ناراض یا خوش ہوتی ہیں۔ نہ ہم سورج اور چاند تک پہونچ سکتے ہیں۔ اور نہ وہ اپنا منشاء ہم پر ظاہر کر سکتے ہیں۔ نہ ہم یہ پتہ لگا سکتے ہیں۔ کہ وہ کس طرح خوش اور کس طرح ناراض ہوتی ہیں۔ آج کسی شخص نے کوئی کام کیا۔ جسکا نتیجہ خراب نکل آیا۔ تو اس نے خیال کر لیا۔ کہ چاند پر چھائی ہوئی ارواح کو یہ بات پسند نہیں آئی۔ اور کسی نے کوئی کام کیا جس کا نتیجہ اچھا نکلا۔ تو اس نے سمجھ لیا۔ کہ سورج کی روح کے نزدیک یہ کام اچھا ہے۔ نہ تو چاند نے خود بولنا ہے۔ اور نہ سورج نے اور نہ ان ارواح نے جن کے متعلق کہا جاتا ہے۔ کہ وہ ان پر چھا جاتی ہیں۔ مگر

آدم کیسا مطمئن تھا

اور بشاشت قلب سے بیٹھا تھا۔ کیونکہ اسے خدا تعالےٰ نے بتا دیا تھا۔ کہ یہ سب چیزیں اس نے اس کے لئے مسخر کر دی ہیں۔ اور یہ اس کی خدمت پر لگی ہوئی ہیں۔ اس لئے اسے سورج اور چاند کی ناراضی یا خوشنودی کے سامانوں کی تلاش میں پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ موحد اور خدا رسیدہ آدم ان سب پریشانیوں سے مامون و محفوظ تھا۔ اور ان سامانوں سے فائدہ اٹھانے اور

خدا تعالےٰ کی عبادت

میں لگا ہوا تھا۔ نہ سورج کا چڑھنا اور نہ اس کا ڈوبنا اس کے دل میں کوئی گھبراہٹ پیدا کر سکتا تھا۔ سورج اور چاند کا چڑھنا یا ڈوبنا اس کے لئے ایسا ہی تھا جیسا اس کا اپنا سونا اور جاگنا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا۔ کہ یہ سب مادی چیزیں ہیں جو خدا تعالےٰ نے میرے فائدہ کے لئے پیدا کی ہیں۔ یہ بھی ویسی ہی ہیں جیسے گھوڑے گائیں وغیرہ ہیں۔ نہ ان کی خوشی میرے لئے کسی نفع کا اور نہ ناراضگی کسی نقصان کا موجب ہو سکتی ہے۔ مگر دوسروں نے کس کس رنگ میں ان چیزوں کے وجود پر بحثیں کی ہیں۔ ہندوستان کے فلسفیوں کو ہی لے لو۔ حیرانی ہوتی ہے کہ کس طرح ایک ایک چیز کے متعلق انہوں نے مختلف نظریات قائم کئے ہیں۔ اور وہ

کس کس قسم کی الجھنوں میں

پڑے رہے ہیں۔ یونانی فلسفہ کو دیکھو یہی حالت وہاں ہے۔ قیاس اور وہم سے پیدا شدہ مختلف باتیں ان کو پریشان کرتی رہی ہیں۔ اگر تو یہ تجسس ہو۔ کہ سورج ایک مادی چیز ہے۔ اس کی شعاعوں میں اللہ تعالےٰ نے کیا کیا فائدے رکھے ہیں۔ تو یہ ایک سائنس کی تحقیقات ہے اس میں گھبراہٹ کی کوئی وجہ نہیں۔ کیونکہ جو اس میں لگا ہے۔ اگر تو وہ تاجرانہ ذہنیت کا ہے۔ تو سمجھتا ہے۔ کہ اگر کامیاب ہو گیا۔ تو اس تحقیقات کو فروخت کر کے مالی فائدہ حاصل کروں گا۔ اگر

علمی مذاق

رکھتا ہے۔ تو سمجھتا ہے۔ کہ علمی کتاب شائع کروں گا۔ لوگ میری قدر کریں گے۔ لیکن اگر کامیاب نہ ہوا۔ اور معلوم نہ کر سکا۔ تو بھی کوئی نقصان نہیں ہو گا۔ میرے باپ دادوں کو بھی تو یہ علم نہ تھا۔ اور اس کے نہ ہونے سے ان کو کوئی نقصان نہیں پہونچا۔ لیکن اگر وہ ان چیزوں کو ہی خدا کا مرتبہ دیتا۔ اور سمجھتا ہے۔ کہ ان کا تعلق اس کی زندگی موت سے ہے یہ اس کے اور اس کے بیوی بچوں کے آرام و راحت پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ تو اسے دن رات ایک خلش رہے گی۔ کہ پتہ نہیں مجھے یہ چیزیں کیا نقصان پہنچائیں غیر معروف چیزیں معروف کی نسبت ہمیشہ زیادہ گھبراہٹ کا موجب ہوتی ہیں انسان سامنے آنے والے دشمن سے اتنا نہیں ڈرتا جتنا پوشیدہ سے۔ لوگ تلوار کے ساتھ سامنے سے حملہ کرنے والے سے اتنا نہیں ڈرتے۔ جتنا چور سے ڈرتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ نہیں۔ کہ چور بڑا بہادر ہوتا ہے۔ بلکہ بعض چور سلول ہوتے ہیں بعض ایسے ہوتے ہیں۔ کہ اگر ایک تندرست آدمی تھپڑ مارے۔ تو چھ سات دانت ٹوٹ جائیں۔ مگر پھر بھی لوگ چور سے بہت ڈرتے ہیں۔ اس کی وجہ یہی ہے۔ کہ علم نہیں ہوتا۔ کہ وہ کہاں سے آئیگا۔ کس طرح آئے گا۔ کس طرح نقصان پہنچائیگا ایک شخص بیمار ہوتا ہے۔ ڈاکٹر بتا دیتا ہے۔ کہ اسے پتھری ہے۔ اور سب متعلقین کو گونہ اطمینان ہو جاتا ہے۔ وہ سمجھ لیتے ہیں۔ کہ بیماری کا پتہ لگ گیا۔ اب ہسپتال جا کر اپریشن کرائے گا۔ اور آرام ہو جائیگا۔ لیکن ایک اور شخص کو معمولی بخار ہوتا ہے ڈاکٹر کہتا ہے کچھ پتہ نہیں لگتا۔ کہ بخار کیوں ہوا۔ اور سب گھر والے پریشان ہو جاتے ہیں۔ یہ گھبراہٹ اس وجہ سے ہوتی ہے۔ کہ بخار کی وجہ معلوم نہیں ہو سکی مگر پتھری سے اتنی گھبراہٹ نہیں ہوتی۔ کیونکہ اس کا پتہ لگ چکا ہے۔ اور آدمی سمجھتا ہے۔ کہ علاج سے آرام ہو جائیگا۔ اسی طرح

اللہ تعالےٰ کے ماننے والوں کو

بھی بعض دفعہ گو گھبراہٹ ہوتی ہے۔ کہ فلاں نافرمانی ہو گئی ہے۔ اس کی سزا نہ مل جائے ہم اپنے خالق کے منشاء کو اچھی طرح پورا کر سکیں گے یا نہیں۔ مگر یہ معین حد تک ہوتی ہے۔ لیکن جسے پتہ ہی نہیں۔ کہ خدا تعالےٰ کیونکر ناراض ہوتا ہے۔ اور اسے خوش کرنے کے ذرائع کیا ہیں۔ وہ کیا ذرائع اور اعمال ہیں۔ جن سے انسان اللہ تعالےٰ سے قریب اور بعید ہو جاتا ہے۔ اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جو اکیلا جنگل میں بیٹھا ہو۔ چاروں طرف سے آوازیں آ رہی ہوں۔ کہ اس پر چور ڈاکو اور جانور حملہ کرنے والے ہیں مگر اسے پتہ نہ ہو۔ کہ اس پر حملہ کب ہو گا۔ کس طرف سے ہو گا۔ شیر کرے گا یا بھیڑیا چور کریگا یا کوئی درندہ

ایک مثال لڑائی کی

ہمارے سامنے ہے۔ تجربہ سے ظاہر ہے کہ جو قوم حملہ کرتی ہے وہ زیادہ مطمئن ہوتی ہے بہ نسبت اس کے جو دفاع کرتی ہے۔ اٹلی کو اس لڑائی میں پے در پے شکستیں ہو رہی ہیں۔ ماہرین کی رائے اس کے متعلق یہ ہے۔ کہ اٹلی کی فوجوں کو حملہ کرنا نہیں آتا۔ وہ صرف دفاع کر سکتی ہیں۔ اور اسی طرف متوجہ رہتی ہیں۔ حملہ آور اگر دس ہوں اور دفاع کرنے والے ایک ہزار تو بھی ان کا پہلو کمزور رہے گا۔ انکو کھٹکا لگا رہے گا۔ کہ معلوم نہیں دس حملہ آور کس طرف سے حملہ کریں۔ جنوب سے کریں۔ شمال سے کریں مشرق سے کریں یا مغرب سے۔ اور پھر ان اطراف کے بھی کس گوشہ سے کریں۔ ان میں سے ہر دس آدمی ہوشیار رہیں گے۔ اور ڈرتے رہیں گے۔ لیکن اگر ہزار نے دس پر حملہ کرنا ہو۔ تو وہ اتنے پریشان نہیں ہونگے دس پندرہ آدمی بھجدینگے۔ کہ جا کر حملہ کردو

اور باقی اطمینان کے ساتھ بیٹھے رہیں گے مگر دفاع کرنے والے خواہ زیادہ ہی ہوں وہ گھبراہٹ میں رہیں گے۔ کیونکہ وہ نہیں جانتے۔ کہ حملہ کس طرف سے ہوگا۔ یہی فرق خدا تعالےٰ کے ماننے اور نہ ماننے والوں میں ہے۔ جو مانتا ہے۔ اُسے پتہ ہے کہ خطرہ کہاں سے آئے گا۔ اور اس سے بچنے کا کیا طریق ہے۔ مگر جو نہیں مانتا وُہ صرف قیاسی گھوڑے دوڑاتا ہے۔ وُہ ہر ذرہ کو خدا سمجھتا۔ اور اس سے ڈرتا ہے۔ وُہ قدم قدم پر امیدیں باندھتا اور قدم قدم پر ان کو مٹاتا ہے۔ اور قدم قدم پر خوف اس کی جان نکالتا ہے۔

پس یہ اللہ تعالےٰ کا بڑا احسان ہے کہ اس نے آدم کے سنِ شعور کو پہونچنے کے ساتھ ہی اس پر الہام نازل کرکے اسے بتا دیا۔ کہ یہ سب کچھ میری مخلوق اور تمہارے فائدہ کے لئے ہے۔ اور پھر ہر نبی کے ذریعہ یہ پیغام پہونچاتا رہا۔ اور اس زمانہ میں بھی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ

اس نے یہ آواز سنائی ہے۔ بے شک آپ کے ماننے والوں کو بھی خطرات پیش آتے ہیں۔ مگر وُہ جانتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ کی ناراضگی کو دُور کرنے اور اس کے انعامات کے وارث بننے کے کیا ذرائع ہیں۔ ان کو اپنی غلطی کا علم ہو جائے۔ تو وہ جانتے ہیں۔ کہ اس کی اصلاح کیسے ہو سکتی ہے اور کس طرح ترقی کی جا سکتی ہے۔ مگر جن لوگوں نے اپنی عقل سے کام لیا۔ وُہ جس گھبراہٹ کا شکار ہوتے ہیں۔ اس کا اندازہ اسی وقت ہو سکتا ہے۔ جب انسان اس کا کوئی نظارہ دیکھے۔

کل

ایک ہندو صاحب

مجھ سے ملنے آئے۔ نہ معلوم اس کی کیا وجہ تھی۔ وُہ کانپور کے رہنے والے تھے۔ ان کے لڑکے کو پھانسی کی سزا ہو چکی ہے۔ بعض لوگ غلطی سے یہ سمجھ لیتے ہیں۔ کہ چونکہ چودھری سر ظفر اللہ خان صاحب اس جماعت میں ہیں۔ میں ان کے پاس سفارش کر دُوں گا۔ اور ان کا کام ہو جائے گا۔ اور وُہ شاید سمجھتے ہیں۔ کہ ساری دُنیا کا کام چودھری صاحب کے ہی سپرد ہے۔ اس لئے میں ایسے لوگوں سے ملا نہیں کرتا۔ مگر ان کے متعلق بتایا گیا۔ کہ وُہ صرف دُعا کرانا چاہتے ہیں۔ سفارش نہیں۔ اس لئے میں نے ان کو ملاقات کا موقعہ دے دیا۔ وُہ آئے۔ اور بیٹھ گئے۔ اور ذکر کیا۔ کہ ان کا لڑکا کانگرسی تھا۔ زمینداروں کے معاملات میں بہت دلچسپی لیتا تھا۔ اور کسانوں کی زمینداروں کے مقابلہ میں بہت حمایت کیا کرتا تھا۔ کسی جگہ کسانوں نے ایک زمیندار کو ہلاک کر دیا۔ اور چار کسانوں کے ساتھ اس کو بھی اس الزام میں پکڑ لیا گیا۔ اسے بھی پھانسی کی سزا ہوئی۔ جو ہائی کورٹ تک بحال رہی۔ اور اب رحم کی اپیل بھی نامنظور ہو چکی ہے۔ یہ اُن کا بیان تھا۔ میں نہیں کہہ سکتا۔ کہ یہ صحیح ہے۔ یا محض والد ہونے کی وجہ سے وُہ ایسا سمجھتے تھے۔ کہ ان کا لڑکا اس جُرم میں شریک نہ تھا۔ محض اس وجہ سے اسے دھر لیا گیا۔ کہ وُہ کانگرسی تھا۔ اور زمینداروں کے خلاف کسانوں کا ہمدرد تھا۔

وُہ جب باتیں کر رہے تھے۔ تو میں نے دیکھا۔ کہ ان کی آخری امید بھی قریباً جاتی رہی تھی۔ اور ان کے اندر ایک گھبراہٹ اور اضطراب تھا۔ اور میں نے پوچھا تو نہیں۔ مگر میرا قیاس ہے۔ کہ شاید ان کا یہی ایک لڑکا تھا۔ وُہ بوڑھے آدمی ہیں۔ اسی گھبراہٹ اور اضطراب میں باتیں کرتے کرتے انہوں نے کہا۔ کہ معلوم نہیں۔

بھگوان کہاں سو رہے ہیں

پھر تھوڑی دیر خاموشی کے بعد کہا معلوم نہیں۔ مجھے کس جنم کے کونسے کرموں کی سزا مل رہی ہے۔ ان کے ان دونوں فقروں نے مجھے ایسی حیرت میں ڈال دیا کہ میں ان کے متعلق اپنے معمولی فرض کو بھی بھول گیا۔ میں نے ان سے ہمدردی کا اظہار تو کیا۔ اور اُن سے کہا۔ کہ میں دُعا کروں گا۔ مگر جس قدر ہمدردی ظاہر کرنی چاہیئے تھی۔ نہ کر سکا۔ کیونکہ ان دونوں فقروں کی گہرائیوں میں میرے خیالات اُلجھ گئے۔ اور میں سوچنے لگا۔ کہ

الہامی اور غیر الہامی مذاہب

میں کتنا فرق ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ۔ یعنی اُسے نہ اونگھ آتی ہے اور نہ نیند۔ مگر بعض دُوسرے مذاہب والے یہ سمجھتے ہیں۔ کہ خدا تعالےٰ سوتا بھی ہے اور جاگتا بھی۔ اس لئے یہ شخص حیران ہے۔ کہ میرا بیٹا پھانسی پا رہا ہے۔ اور خدا معلوم نہیں کس جگہ سویا ہوا ہے۔ میں اُسے امداد کے لئے بلاؤں بھی تو کیسے۔ معلوم نہیں وُہ کس جگہ سو رہا ہے۔ مسلمان جانتا ہے۔ کہ اگر مجھے کوئی سزا بھی مل رہی ہے۔ تو اس میں میرا کوئی قصور ہوگا۔ اور اگر قصور نہیں ہے۔ تو میرا خدا سویا ہوا نہیں۔ بلکہ سب کچھ دیکھ رہا ہے۔ اور وُہ ضرور میری مدد کرے گا۔ اور اس سے اس کا دل مطمئن ہوتا ہے۔

ماؤں کے بچے

مر بھی جاتے ہیں۔ اور گم بھی ہو جاتے ہیں۔ مگر جس کا بچہ مر جائے۔ وُہ چند روز میں غم کو بھول جاتی۔ اور کام کاج کرنے لگتی ہے۔ مگر جس کا بچہ گم ہو گیا ہو۔ وُہ ہر وقت اس کے غم میں پریشان رہتی ہے کیونکہ اُسے ہر وقت یہی گھبراہٹ رہتی ہے۔ کہ معلوم نہیں۔ وُہ کس حال میں ہوگا کسی ظالم کے پنجہ میں ہوگا۔ معلوم نہیں وُہ اسے کتنی تکلیف دے رہا ہوگا۔ اسے مارتا پیٹتا ہوگا۔ یا اگر لڑکی ہو۔ تو وُہ ہر وقت اسی خیال میں رہتی ہے۔ کہ معلوم نہیں۔ کن ظالموں سے اس کو پالا پڑا ہوگا۔ جو تمام دن اس سے کام لیتے ہونگے اور رات کو اس سے دبواتے ہونگے خواہ وُہ مر ہی چکی ہو۔ مگر چونکہ اُسے علم نہیں ہوتا۔ اس لئے وُہ ہر وقت یہی خیال کرتی ہے۔ کہ وُہ تکلیف میں ہوگی۔ اور اس لئے پریشان رہتی ہے۔ اور ہر وقت اسے یہی غم لگا رہتا ہے۔

امید کا منقطع ہو جانا

بھی ایک لحاظ سے آرام کا موجب ہو جاتا ہے۔ اسی طرح جو شخص جانتا ہے۔ کہ میرا خدا جاگتا ہے۔ اور سب کچھ دیکھتا ہے وُہ کسی وقت سوتا نہیں۔ وُہ سمجھتا ہے کہ خدا تعالےٰ نے شاید مجھے سزا دینے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ اور اس طرح وُہ اس ماں کی طرح جو جانتی ہے کہ اس کا بچہ مر چکا ہے۔ مطمئن ہو جاتا ہے۔ مگر جو لوگ خیال کرتے ہیں۔ کہ خدا تعالےٰ سو بھی جاتا ہے۔ وُہ اسی تردّد میں رہتے ہیں۔ کہ خدا تو شائد سو رہا ہے۔ اور اس کے جگانے کی کوئی ترکیب ہمیں معلوم نہیں۔ پھر یہ معلوم نہیں۔ کہ وُہ کہاں سو رہا ہے۔ کونسا دروازہ کھٹکھٹائیں۔ اور کس مکان پر جاکر اسے جگائیں۔ ادھر ہمارے بچہ کے پھانسی پانے کا وقت قریب آ رہا ہے۔ یہ کیسی

اضطراب کی کیفیت

ایسے لوگوں پر طاری ہوتی ہے۔ اور وُہ کیسی مصیبت میں مبتلا ہوتے ہیں۔ اور یہ سارا ظلم ان کم بخت فلاسفروں نے ان پر کیا ہے۔ جنہوں نے یہ خیالات ان کے اندر پیدا کئے۔ ایسے لوگ سخت سے سخت سزا کے مستحق ہیں۔ جنہوں نے جاہل لوگوں کو ایسے خیالات میں مبتلا کرکے ان کا چین اور سکھ برباد کر دیا۔ وُہ تو اپنے خیال میں ایک علمی مشغلہ میں لگے تھے۔ اور دُنیا کی پہیلی حل کرتے تھے۔ مگر دراصل انہوں نے لاکھوں انسانوں پر

شدید ترین ظلم

کیا۔ اور ان کا اطمینان قلب چھین کر ان کو ہلاکت کے گڑھے میں دھکیل دیا۔

ایک شخص کا بچہ اگر سخت بیمار ہو اور ڈاکٹر علاج کے لئے پاس بیٹھا ہو۔ تو گو اس کے بچہ کی حالت کیسی خطرناک ہو۔ پھر بھی اسے ایک اطمینان ہوتا ہے۔ اور گو اس کی حالت بھی قابلِ رحم ہوتی ہے۔ مگر اس سے بہت زیادہ

قابلِ رحم حالت

اس انسان کی ہے جس کا بچہ خطرناک طور پر بیمار ہو۔ اور وُہ ڈاکٹر کے مکان پر پہونچے۔ تو معلوم ہو۔ کہ وُہ سیر کو چلا گیا ہے۔ وُہ اس کے پیچھے جائے۔

تو پتہ لگے کہ گھر واپس چلا گیا ہے۔ اور جب وہ پھر اس کے مکان پر پہونچے تو معلوم ہو کہ وہ کسی اور مریض کو دیکھنے چلا گیا ہے۔ ایسے شخص کی حالت بہت قابل رحم ہوتی ہے۔ کیونکہ ایک طرف تو وہ ڈاکٹر کی تلاش میں حیران ہو رہا ہوتا ہے اور دوسری طرف اسے یہ اضطراب ہوتا ہے۔ کہ بچہ میرے بعد فوت ہی نہ ہو گیا ہو۔ اسی طرح جو شخص جانتا ہے۔ کہ میرا خدا سوتا نہیں بلکہ جاگتا ہے۔ اور میں اس سے مدد مانگوں تو اگر کسی مصلحت کے خلاف نہ ہو۔ تو وہ ضرور میری مدد کرے گا اس کی مثال ایسی ہی ہے۔ جیسے کسی کے بیمار بچے کے پاس ڈاکٹر موجود ہو۔ ایسے شخص کا بچہ بھی مر سکتا ہے۔ مگر پھر بھی اسے ایک اطمینان ہوتا ہے۔ لیکن جو سمجھتا ہے۔ کہ خدا ممکن ہے میری مدد کے وقت کہاں سویا ہوا ہو۔ اس کی مثال ایسی ہے۔ جیسے کسی کا بچہ خطرناک بیمار ہو اور اسے ڈاکٹر نہیں ملتا۔ پس اس شخص کا یہ کہنا کہ معلوم نہیں بھگوان کہاں سوئے ہوئے ہیں بتا رہا تھا۔ کہ اس کے

دل میں ایک خلجان

ہے۔ کہ یہ کیسی مصیبت ہے۔ کہ بھگوان یہ بھی نہیں بتلاتے۔ کہ وہ کہاں سو رہے ہیں۔ میں ان کے پاس مدد کے لئے جاؤں بھی تو کہاں جاؤں۔ ادھر میرے بچہ کی پھانسی کا وقت مقرر ہو چکا ہے۔ اور حکومت اس وقت پر ضرور پھانسی دے دیگی۔ پھر یہ معلوم نہیں۔ کہ یہ کس جنم کے قصور کی سزا ہے۔ مگر ایک مسلمان جانتا ہے کہ اس کا خدا سوتا کبھی نہیں۔ ہر وقت جاگتا اور دیکھتا ہے۔ پھر وہ یہ بھی جانتا ہے۔ کہ جو سزا بھی ملتی ہے اسی جنم کی ملتی ہے۔ بلکہ ضروری نہیں کہ کسی گناہ کی ہی سزا ہو۔ دنیا میں ایک شریعت کا قانون ہے۔ اور ایک طبعی قانون ہے۔ بعض حالتوں میں انسان کو

طبعی قانون کے ماتحت دکھ

پہونچ جاتا ہے۔ وہ کسی گناہ کی سزا نہیں ہوتی۔ اور جس شخص کا ان باتوں پر ایمان ہو۔ اس کا دل اطمینان سے بھرا ہوتا ہے وہ جانتا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ نے بتا دیا ہے کہ استغفار کرو۔ توبہ کرو دعائیں کرو۔ تو گناہ معاف ہو سکتے ہیں۔ مگر جو سمجھتا ہے کہ خدا تعالےٰ بھی ایک بنئے کی طرح ہے اس نے ہمارے سب گناہوں کا بھی کھاتہ بنا رکھا ہے۔ اور ضرور ہے کہ ہر گناہ کی کسی نہ کسی جنم میں سزا مل کر رہے۔ خدا تعالےٰ گناہ کی سزا دیئے بغیر چھوڑتا نہیں۔ اس کی حالت کیسی قابل رحم ہے۔ اسے ہر وقت فکر رہتا ہے۔ کہ میرا کوئی گناہ معاف تو ہونا نہیں۔ بلکہ ضرور اس کی سزا ملنی ہے معلوم نہیں کس جنم میں کس گناہ کی سزا ملے۔ اب تو

بنیوں کی زیادتیاں

روکنے کے لئے حکومت نے بعض قوانین بنائے ہیں۔ مگر پہلے یہ نہ تھے۔ اور سینکڑوں ہزاروں لوگوں کو انہوں نے تباہ کیا۔ کئی لوگوں نے مجھے ایسے واقعات بتلائے اور میں نے تحقیقات کی۔ تو وہ درست ثابت ہوئے۔ کہ کسی نے کسی بنئے سے کسی وقت تیس چالیس روپے لئے۔ اور تین تین سو روپے ادا کر دیئے۔ پھر بھی اتنی ہی رقم کی ڈگری ان پر ہو گئی۔ انہوں نے ایک وقت روپیہ دے دیا۔ اور بنئے نے کہہ دیا۔ کہ بس حساب صاف ہو گیا۔ انہوں نے غفلت کی۔ اور سمجھ لیا۔ کہ بس حساب صاف ہو چکا۔ لیکن کچھ عرصہ کے بعد بنیا پھر آگیا اول تو انکار کر دیا۔ کہ میں نے حساب صاف ہو جانے کا کہا ہی نہ تھا۔ اور اگر مانا بھی تو کہہ دیا۔ مجھے غلطی لگ گئی تھی۔ دراصل دس روپے باقی رہ گئے تھے۔ جو اب ۲۵ ہو گئے ہیں۔ معمولی زمیندار دس پانچ روپیہ سے زیادہ ایک وقت نہیں دے سکتے۔ اتنے دے دیئے اور بنیا چلا گیا۔ مگر آٹھ دس سال کے بعد بڑھتے بڑھتے پھر وہ روپے سینکڑوں ہو گئے۔ غرضیکہ مشہور ہے۔ کہ

بنئے کا حساب کبھی ختم نہیں ہوتا

یہی حال خدا تعالےٰ کا ہندو مذہب پیش کرتا ہے۔ وہ کبھی حساب صاف نہیں ہونے دیتا۔ بلکہ کچھ نہ کچھ ضرور بقایا رکھتا ہے۔ پھر بندے کو یہ بھی علم نہیں ہونے دیتا۔ کہ جو سزا اسے مل رہی ہے۔ وہ اس کے پہلے جنم کے کسی ابتدائی گناہ کی ہے یا آخری کی۔ وہ صرف یہ کہتا ہے۔ کہ جیل جاؤ مگر یہ نہیں بتاتا کہ جرم کیا ہے۔ نہ یہ کہ جرم کی شدت کیسی ہے سزا کتنی ہے۔ اور نہ یہ بتاتا ہے کہ سزا سے بچنے کا کوئی ذریعہ بھی ہے یا نہیں یہ بالکل بنیوں والا طریق ہے۔ معلوم نہیں بنیوں نے پرمیشور سے یہ طریق سیکھا یا پرمیشور نے بنیوں سے۔ تو ایسے خیالات نے لاکھوں انسانوں کے قلوب میں بے اطمینانی پیدا کر رکھی ہے آج کل کے

تعلیم یافتہ آریہ سماجی

جن کے دلوں میں کچھ اطمینان معلوم ہوتا ہے۔ حقیقت یہی ہے کہ وہ تناسخ کو نہیں مانتے۔ بے شک وہ مناظرے کرتے ہیں بحثیں کرتے ہیں۔ مگر دل سے ایسے عقائد کے قائل نہیں۔ ورنہ ان کو کبھی اطمینان قلب حاصل نہ ہو سکتا۔ یا اگر مانتے بھی ہیں تو محض فلسفیانہ مسئلہ کی حیثیت سے۔ ورنہ ان کے عقائد وہی ہیں جو مسلمانوں کے ہیں۔ وہ محض دماغی تعیش کے لئے ان بحثوں میں پڑتے ہیں۔ ان کی

عملی زندگی

پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ اور اگر غور سے دیکھا جائے تو تناسخ ماننے والوں کے عقیدہ کے مطابق خدا اور بنیے میں کوئی فرق نہیں۔ بلکہ ایک لحاظ سے بنیا زیادہ نیکی کرتا ہے۔ کیونکہ خواہ وہ دھوکہ سے ہی سہی۔ وہ چند سال تو اپنے مقروض کے اطمینان سے گزرنے دیتا ہے۔ جب وہ اسے کہہ دیتا ہے۔ کہ تمہارا حساب اب صاف ہو گیا۔ مگر جس پرمیشور کو یہ مذہب پیش کرتا ہے۔ وہ تو کبھی دھوکہ سے بھی نہیں کہتا۔ کہ اب تمہارے گناہوں کا حساب صاف ہو چکا ہے۔ تو ان

فلسفیوں نے اتنا ظلم مخلوق پر کیا ہے

کہ جس کی کوئی حد نہیں۔ دنیا میں ایک انسان کے مارنے والے کو پھانسی کی سزا دی جاتی ہے۔ اور ان نالائقوں نے کروڑوں کروڑ آدمی مار ڈالے ہیں اور پھر ان کو ایک ہی دفعہ نہیں مارا۔ بلکہ

کند چھریوں سے ذبح کیا

ہے۔ کسی کو اسّی سال میں کسی کو ساٹھ اور کسی کو پچاس اور کسی کو چالیس سال میں ذبح کیا ہے۔ صرف اور صرف وہی ہیں۔ جو ان تمام لوگوں کی گھبراہٹ اور اطمینان قلب چھننے کا موجب ہوئے ہیں۔ کیا عجیب بات ہے کہ یہ کہتے ہیں۔ کہ معلوم نہیں۔

کونسے جنم کی سزا

مل رہی ہے۔ یہ غور نہیں کرتے۔ کہ یہی اعمال ہیں جو ہمارے سامنے آ رہے ہیں۔ کیا ہم دیکھتے نہیں کہ آج ایک شخص زیادہ مرچیں کھاتا ہے۔ اور کل اسے پیچش ہو جاتی ہے۔ آج ہی پانی پیتا تو پیاس بجھتی اور روٹی کھاتا ہے تو پیٹ بھرتا ہے۔ یہ سب اسی زندگی کے اعمال کے نتائج ہیں۔ سب اعمال کی وجوہ اور نتائج یہیں نظر آتی ہیں۔ ہاں اگر دو چار کی وجوہ کو ہم نہیں سمجھ سکے۔ تو باقی پر ان کا قیاس بھی کیا جا سکتا ہے۔ جو باقی کی تشریح ہے وہی ان کی سمجھ لینی چاہیئے اگر زندگی میں انسان کو گزشتہ اعمال کا ہی نتیجہ ملتا ہے۔ تو چاہیئے کہ وہ شادی نہ بھی کرے تو پچھلے جنم کے کسی عمل کے نتیجہ میں اگر اس کے ہاں بچے ہونے ہیں تو ہو جائیں۔ مگر ہم دیکھتے ہیں۔ کہ انسان شادی کرے۔ تب ہی بچہ پیدا ہوتا ہے پانی پیتا ہے تو پیاس بجھتی ہے۔ روٹی کھاتا ہے تو پیٹ بھرتا ہے۔ یہ سب اعمال کے نتائج ہیں۔ جو ساتھ ساتھ ظاہر ہوتے ہیں۔ اور

طبعی قانون کے نتائج

ہیں۔ مثلاً کوئی شخص آگ کے پاس بیٹھے تو اس کے کپڑے گرم ہو جائیں گے۔ اسی طرح اگر ماں باپ کی صحت خراب ہے۔ تو بیٹا اندھا پیدا ہوگا۔ ماں کے رحم میں کوئی نقص ہے تو بیٹے کے ہاتھ کی دو ہی انگلیاں ہوں گی۔ یا پاؤں میں کوئی نقص ہوگا۔ یا اسی طرح کوئی اور نقص ہوگا۔ اور جب تک ماں کے رحم میں وہ نقص رہے۔ جو بچہ پیدا ہوگا۔ اس کا اثر اس پر ہوگا۔ ہاں وہ دور ہو جائے۔

تو پھر تندرست بچے پیدا ہوں گے بغرض طبعی نتائج ورثہ میں بھی ملتے ہیں۔ تندرست ماں باپ کا بچہ تندرست اور بیمار کا بیمار پیدا ہوگا۔ اسی طرح آگ کے پاس بیٹھنے والے کے کپڑے گرم ہو جائینگے۔ اور برف ہاتھ میں پکڑنے والے کا ہاتھ سرد ہوگا۔ مگر ان سیدھی باتوں کو فلسفیوں نے کیسی

پریشان کُن الجھنیں

بنا دیا۔ اور افسوس ہے۔ کہ مسلمانوں میں بھی بدقسمتی سے یہ خیالات رائج ہو گئے اس کی بنیاد دراصل یہ خیال ہے۔ کہ انسان کی روح باہر سے آتی ہے۔ باہر سے روحیں آنا ماننے کے نتیجہ میں ہی تناسخ وغیرہ عقائد نکلے ہیں۔ لیکن قرآن کریم نے بیان فرمایا ہے کہ

روح کہیں باہر سے نہیں آتی

بلکہ انسان کے اندر سے پیدا ہوتی ہے یہی وجہ ہے۔ کہ بیمار جسم سے بیمار بچہ اور تندرست سے تندرست بچہ پیدا ہوتا ہے۔ باہر سے آنا مانیں تو پھر تو بے شک اعتراض ہو سکتا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ نے اسے بُری جگہ کیوں رکھدیا۔ لیکن جب اس کا باہر سے کوئی تعلق ہی نہ ہو۔ تو پھر اعتراض کی کوئی بات نہیں۔ ایک شخص غریب ہے۔ اور اپنے معمولی سے مکان میں رہتا ہے۔ لیکن اس پر کوئی اعتراض نہیں کرتا۔ مگر کسی کے ہاں کوئی معزز مہمان آئے۔ اور وہ اسے پاخانہ میں جگہ دے۔ تو ہر ایک اس پر اعتراض کریگا غریب شخص کے گھر پر کوئی اعتراض اس لئے نہیں آتا۔ کہ وہ سمجھتا ہے۔ اس نے تو یہیں رہنا تھا۔ لیکن جو باہر سے آیا ہے۔ اُسے پاخانہ میں ٹھیرانے پر ہر کوئی اعتراض کرے گا اور کہے گا۔ کہ وہ تو مہمان تھا۔ اس کی عزت کرنی چاہیئے تھی۔ تو

روحوں کا باہر سے آنا

تسلیم کرنے سے ہی یہ اعتراض پیدا ہوتا ہے۔ کہ اسے خراب جگہ کیوں رکھا گیا۔ لیکن اگر اس کا اندر سے پیدا ہونا ہی مانا جائے۔ تو پھر کوئی اعتراض نہیں۔ ہر قوم کا یہ طریق ہے کہ جب وہ مذہب سے غافل ہو جائے تو ایسے خیالات میں پڑ جاتی ہے۔ ورنہ کوئی اصل مذہب یہ نہیں سکھاتا میں ایک منٹ کے لئے یہ نہیں مان سکتا۔ کہ کرشن رامچندر اور بدھ جیسے خدا رسیدہ لوگ ایسے

لغو خیالات میں مبتلا

تھے۔ ان کے سامنے تو بہت بڑا کام یعنی دنیا کی اصلاح تھا۔ وہ ان باتوں کی طرف دھیان ہی کیسے دے سکتے تھے۔ انہوں نے دنیا کی اخلاقی دماغی اور سیاسی اصلاح کرنی تھی۔ اور آئندہ نسلوں کی بھی اصلاح کا کام ان کے سپرد تھا۔ اور ظاہر ہے۔ کہ اس قدر بڑے کام سے ایک منٹ کی بھی فراغت نہیں ہوسکتی کہ ایسے لغو خیالات کی طرف توجہ کی جاسکے۔ انبیاء کے زمانہ میں یہ خیالات پیدا نہیں ہوتے۔ بلکہ بعد میں جب ترقیات حاصل ہو جاتی ہیں۔ تو یہ سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ تیز طبیعت لوگ پامال رستہ کو پسند نہیں کرتے اگر اس رستہ پر چلتے جائیں۔ تو انہیں رام چندر یا کرشن کا شاگرد ہی کہا جائے گا۔ لیکن اگر پتنجلی کا یوگ شاستر بن جائے۔ تو اس آزادیٔ علم کی وجہ سے لوگ مصنّف کی تعریف کریں گے اور اس کی خوب شہرت ہوگی۔ پس اس

جھوٹی شہرت اور عزت

کی خاطر لوگ ایسے رستے تجویز کرتے خود ٹھوکر کھاتے گمراہ ہوتے اور دوسروں کو گمراہ کرتے ہیں۔ ایسے ہی لوگوں کے متعلق قرآن کریم فرماتا ہے۔ کہ قد ضلوا من قبل واضلوا۔ یہی حال سامی مذاہب میں ہمیں نظر آتا ہے۔ حضرت موسےٰ ؑ ایک سیدھی سادی تعلیم لائے تھے۔ مگر بعد میں یہودیوں نے اس میں عجیب الجھنیں پیدا کر دیں۔ پھر حضرت عیسیٰ ؑ آئے۔ اور انہوں نے کہا۔ کہ اصلی تعلیم تو وہی ہے۔ جو موسیٰ ؑ لائے تھے۔ صرف زمانہ کے حالات کا تقاضاء ہے۔ کہ نرمی سے کام لیا جائے۔ اور باطنی صفائی کی طرف توجہ زیادہ دی جائے۔ مگر دیکھو نکالنے والوں نے اس میں بھی کیا کیا باتیں نکالیں۔ کسی نے انکو خدا بنا دیا۔ اور کسی نے خدا کا بیٹا۔ پھر اقانیم ثلاثہ کا گورکھ دھندا گھڑ لیا گیا۔ جسے نہ گھڑنیوالے خود سمجھیں۔ اور نہ کوئی اور سمجھ سکے مسلمانوں کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جو تعلیم دی تھی۔ اس کے مطابق وہ سمجھتے تھے۔ کہ ہمارا کام

دُنیا کی اصلاح

کرنا ہے۔ اس لئے وہ ان باتوں کی طرف توجہ ہی نہ کر سکتے تھے۔ کیونکہ اتنا بڑا کام جس کے ذمہ ہو۔ اُسے ایسی باتوں کے لئے وقت ہی کہاں مل سکتا ہے۔ اب ہم وہی کام کرتے ہیں۔ دیکھ لو سر کھجلانے کی بھی فرصت نہیں ملتی۔ تو اگر کوئی قوم دیانتداری سے دنیا کی اصلاح میں لگ جائے۔ تو ایسی باتوں کے لئے اسے فرصت ہی نہیں مل سکتی۔ مگر جب مسلمانوں نے اس کام سے غفلت کی۔ تو یونانی فلاسفروں کی کتابوں کے تراجم کرنے لگ گئے اپنے خیال میں تو وہ علمی ترقی کر رہے تھے۔ مگر میرے خیال میں وہ

بدترین جہالت

پھیلا رہے تھے۔ خدا تعالےٰ کے صفات پر بحثیں اسی زمانہ میں شروع ہوئیں۔ خدا تعالےٰ کا کلام عارضی ہے یا ہمیشہ سے۔ ایسی ایسی بے ہودہ اور لغو باتیں ہونے لگیں۔ پھر خدا تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ اور آپ کے ذریعہ پھر وہی سیدھا سادہ اسلام دنیا میں آیا۔ اور آپ نے پھر ہمیں یہ بتایا کہ خدا تعالےٰ نے جن چیزوں کو پیدا کیا ہے۔ اُن کی تحقیقات بے شک کرو۔ یہ سائنس کی ترقی ہے لیکن

خدا تعالےٰ خالق ہے

اُسے اگر پھاڑ کر دیکھنا چاہو گے۔ تو کامیاب نہ ہو سکو گے۔ اگر اُسے دیکھنا چاہتے ہو۔ تو اس کا یہی طریق ہے۔ کہ اس کی عبادت کرو۔ اور اس کا قرب حاصل کرو۔ لیکن اُسے پھاڑنے کا خیال بھی دل میں نہ لاؤ

ہماری جماعت

اگر ان باتوں کو اچھی طرح سمجھ لے اور ان پر عمل کرے۔ تو وہ گرنے سے بچ سکتی ہے۔ مگر میں نے دیکھا ہے۔ اب بھی بعض اوقات ایسی بحثیں شروع ہو جاتی ہیں۔ کہ مادہ ازلی ہے یا نہیں۔ مادہ سے تمہیں کیا۔ کہ کب تھا اور کیسے تھا۔ اس مسئلہ کا حل نہ زراعت کو کوئی فائدہ پہنچا سکتا ہے اور نہ تجارت یا صنعت وحرفت کو پس ایسی لغو باتوں کیطرف توجہ کی کیا ضرورت ہے اور نہ انکو کوئی حل کر سکتا ہے۔ بھلا یہ تو کوئی حل کرے کہ دنیا محدود ہے یا غیر محدود ہے مادہ تو ہمارے سامنے نہیں دنیا تو سامنے ہے۔ پہلے یہ تو طے کرے

کہ یہ دنیا محدود ہے یا غیر محدود اگر محدود ہے تو حد کہاں ہے۔ اور جب حد قائم ہو گئی۔ تو پھر اس حد کے متعلق سوال پیدا ہو گا۔ کہ وہ کیا ہے اور محدود ہے یا غیر محدود یہ ہمارے سامنے کے سوالات ہیں۔ جو حل نہیں ہو سکتے۔ تو

مادہ کی بحثوں میں

وقت ضائع کرنے کا کیا فائدہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا خوب فرمایا ہے۔ کہ کوئی احمق کبھی یہ نہیں کہتا۔ کہ میں اپنے بیٹے سے اس وقت تک محبت نہیں کر سکتا جب تک اس کا پیٹ چیر کر یہ نہ دیکھ لوں۔ کہ اس کا دل کہاں ہے۔ اور جگر کہاں۔ اور گردے کہاں ہیں۔ پھر خدا تعالے سے محبت کرنے سے قبل کیوں اسے پھاڑ کر دیکھنا چاہتے ہو۔ اس کی شان وعظمت بالکل جداگانہ ہے۔ اور تمہاری یہ اہلیت اور قابلیت کہاں کہ اسے سمجھ سکو جس طرح ایک بھینس غالب کے اشعار کو نہیں سمجھ سکتی۔ تم اس سے بھی کم اللہ تعالے کے متعلق تفاصیل کو سمجھنے کے اہل ہو۔ تمہیں تو بس یہی سمجھنا چاہیئے۔ کہ خدا تعالے کا تمہارے ساتھ کیا تعلق ہے۔ وہ تم سے کس طرح خوش ہو سکتا ہے اور کس طرح ناراض۔ بس اتنی ہی بات تمہارے کام کی ہے۔ باقی سب باتیں لغو ہیں اور ان میں وقت ضائع کرنا بالکل بے فائدہ ہے۔

اگر اللہ تعالے ہماری جماعت کو توفیق دے۔ اور وہ ان باتوں سے بچے تو ایسی مثال دنیا میں قائم کر سکتی ہے۔ جو

بے نظیر یادگار

ہو۔ مگر کون کہہ سکتا ہے۔ کہ جب جماعت ترقی کرے گی۔ تو آئندہ نسلیں اس طرف نہ لگ جائیں گی۔ کہ دنیا کب سے ہے کہاں سے ہے۔ اور پیدا کس طرح ہوئی ہے۔ کم بختو وہ کس طرح پیدا ہوئی ہے۔ تمہیں یہ کیا فکر ہے۔ تم تو یہ فکر کرو۔ کہ خدا تعالے نے تمہیں پیدا کیا ہے۔ تو زندگی سے اچھے فوائد حاصل کرو۔ ایسے لغو خیالات میں پڑنے والوں نے ہی پہلے مسلمانوں کو تباہ کیا ہے۔ اس لئے ان کے خیالات سے بچو۔ صرف ان باتوں کی طرف توجہ کرو۔ جن کے نتیجہ میں روحانی یا مادی فوائد حاصل ہو سکیں۔ دین کے علاوہ زراعت تجارت اور صنعت وحرفت کی ترقی میں مدد مل سکے۔ ان باتوں کی طرف توجہ کرنے کی تو قرآن کریم بار بار ہدایت کرتا ہے۔ مگر لغو باتوں پر وقت ضائع کرنے سے روکتا ہے۔

پس ہماری جماعت خصوصاً نوجوانوں کو یہ نقطہ نگاہ مضبوطی سے پکڑ لینا چاہیئے کہ ایسی لغو بحثوں سے بچنا ضروری ہے میں نے دیکھا ہے آریوں کی کسی مجلس میں بیٹھے ایسی باتیں سنیں۔ تو خود بھی اسی طرف لگ جاتے ہیں۔

وہ بھی پاگل اور یہ بھی پاگل

ایسے لوگوں کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ وہ بھی خدا سے ویسے ہی دور رہیں گے۔ جیسے آریہ وغیرہ ہیں۔ تم اس رستہ پر چل کر کیا حاصل کر سکتے ہو جس پر چلنے سے پہلے کوئی کچھ حاصل نہ کر سکا۔ پس ان باتوں سے بچو۔ بہترین طریق وہی ہے، جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان فرمایا ہے کہ خدا تعالے کی صفات پر غور کرو۔ وہی تمہیں بتا سکتا ہے۔ کہ وہ کس طرح ناراض ہوتا ہے۔ اور کس طرح خوش۔ تمہاری اپنی کوششیں بے سود ہیں۔ اگر وہ تمہاری کوششوں سے تمہارے قابو میں آ جائے۔ تو وہ خدا نہیں تمہارا غلام ہے۔ پس یہی رستہ صحیح ہے اسے مضبوطی سے پکڑو۔ لغو باتوں سے خود بھی بچو۔ اور

علم نما جہالت

سے دوسروں کو بھی دھوکا میں نہ ڈالو کیونکہ جو شخص کوئی بدعت جاری کرتا ہے۔ آئندہ جن لاکھوں کروڑوں کے دلوں میں اس سے بے اطمینانی پیدا ہوتی ہے۔ ان سب کا گناہ اسی کی گردن پر ہوتا ہے۔

نمائندگان مجلس مشاورت کو ضروری اطلاع

قبل ازیں مجلس مشاورت کے انعقاد کے متعلق اور اس میں شامل ہونے والے اصحاب کے لئے شرائط وغیرہ کا اعلان کیا جا چکا ہے۔ چونکہ ابھی تک نمائندگان کے اسماء گرامی سے کسی جماعت کی طرف سے ابھی اطلاع نہیں آئی۔ اس لئے حسب منظوری سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالے بنصرہ العزیز اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ آئندہ ایسی اطلاعات کا مشاورت کے انعقاد سے پندرہ دن قبل دفتر ہذا میں پہنچ جانا ضروری ہے۔ اس کے مطابق اس دفعہ ۲۶ امان ۱۳۲۰ہش مطابق ۲۶ مارچ ۱۹۴۱ء کی شام تک یہ اطلاعیں پہنچ جائیں۔ نیز جماعتوں کی اطلاع کے لئے مزید وضاحت سے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ نمائندہ کے بقایا دار نہ ہونے کی تصدیق سکرٹری مال کی طرف سے۔ اور انتخاب کے باقاعدہ ہونے کی اطلاع امیر یا پریذیڈنٹ کی طرف سے ہونی چاہیئے۔ جس میں درج ہو کہ جماعت ہذا نے باقاعدہ اجلاس میں بالاتفاق یا بکثرت رائے فلاں صاحب کو نمائندہ منتخب کیا ہے۔

(پرائیویٹ سکرٹری)

امانت فنڈ تحریک جدید میں روپیہ جمع کرانے کے متعلق ہدایات

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز "امانت تحریک جدید" یا "امانت تحریک جائداد" میں روپیہ جمع کرنے کے لئے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر ارشاد فرما چکے ہیں۔ حضور نے فرمایا تھا۔ کہ ذیل کی صورتوں میں تحریک جدید کی امانت میں روپیہ جمع کرایا جا سکتا ہے

(۱) ہر احمدی اپنی ماہوار آمد سے کچھ نہ کچھ ماہوار جمع کراتا جائے۔ جو تین سال کے لئے ہوگا۔ تاکہ اسے اکٹھی رقم تین سال بعد مل جائے۔ اور اس کی بڑی بڑی ضرورتیں پوری ہو سکیں۔ جو شخص اس نیت اور ارادہ سے جمع کرے گا۔ کہ جب بھی امام وقت کی طرف سے آواز آئے گی۔ کہ اپنا مال راہ خدا میں دے دو۔ تو ایسا شخص جہاں راہ خدا میں مال خرچ کرنے کے لئے پیدا کر رہا ہے۔ وہاں وہ اپنی اس نیت کا ثواب بھی حاصل کرے گا۔ پس ہر احمدی کو تحریک جدید کی امانت میں اپنی آمد سے ماہوار یا زمینداروں کو ششماہی جمع کراتے جانا چاہیئے۔ جو تین سال کے بعد ان کو واپس مل جائے گا۔

(۲) اگر کسی دوست نے اپنی کسی خاص غرض کے لئے روپیہ رکھا ہوا ہے۔ اور اسے اس وقت ضرورت نہیں، بلکہ آئندہ کسی وقت ضرورت پیش آنے والی ہے تو ایسے دوستوں کو بھی اپنا روپیہ "امانت تحریک جدید" میں جمع کر دینا چاہیئے۔ اور اس کے ساتھ لکھنا چاہیئے۔ کہ میں ایک سال یا ۱½ سال یا دو سال یا ۲½ سال کے لئے جمع کراتا ہوں۔ ایسے احباب کا روپیہ ان کی مدت معینہ ختم ہونے پر فوراً واپس کر دیا جائے گا۔ اگر ان کو اس رقم کی ضرورت وقت معینہ سے پہلے پڑ جائے تو حضور کی خاص منظوری سے وقت مقررہ سے پہلے بھی واپس ہو سکتا ہے۔

(۳) جو لوگ اس شرط پر جمع کرنا چاہیں کہ جب ان کو ضرورت ہو روپیہ مل جانا چاہیئے اس شرط پر بھی احباب جمع کرا سکتے ہیں۔ ان کو لکھنا چاہیئے کہ جب ہم چاہیں۔ لے سکتے ہیں۔ ایسی صورت میں ان کے کھاتہ میں ایا نوٹ کر دیا جائے گا۔ اور ان کے مطالبہ پر واپس کر دیا جائے گا۔

پس ان تشریحات کی موجودگی میں ہر احمدی کو اپنا روپیہ تحریک جدید کی امانت میں جمع کرنا چاہیئے۔ تا ان کا روپیہ بھی محفوظ رہے۔ اور سلسلہ کو بھی اس سے فائدہ پہنچ جائے۔

(فنانشل سکرٹری تحریک جدید)

مرض جذام کے متعلق ایک استفسار

ایک نوجوان جو ریاست پونچھ کا رہنے والا ہے۔ مرض جذام میں مبتلا ہے۔ میں چاہتا ہوں۔ کہ اسے کسی ایسے ہسپتال میں داخل کرا دیا جائے جہاں علاج کے علاوہ کھانا بھی اسے مل سکے جس دوست کو کسی ایسے مفید کام کرنیوالے ہسپتال کا پتہ ہو وہ مجھے بواپسی مطلع فرماویں ممنون ہونگا۔ سید محمد اسحٰق ناظر ضیافت قادیان

سکنی و زرعی اراضیات قابل فروخت

میری جائیداد میں سے مندرجہ ذیل اراضیات قابل فروخت ہیں۔ (۱) اراضی زرعی قسم اول ۴۴ کنال قیمت گیارہ صد روپیہ معہ اخراجات رجسٹری واقعہ موضع کوٹ ٹوڈرمل متصل قادیان جانب شرق۔ (۲) اراضی سکنی یک کنال واقعہ محلہ دارالبرکات شرقی قیمت پندرہ روپے فی مرلہ (۳) اراضی سکنی دو قطعہ سات مرلہ و دس مرلہ قیمت بیس روپے فی مرلہ (۴) اراضی سکنی ایک قطعہ بارہ ۱۲ مرلہ برلب سڑک قیمت آٹھ روپے فی مرلہ (۵) اراضی سکنی دو کنال برلب سڑک قیمت ساڑھے سات روپے فی مرلہ۔ خواہشمند احباب مجھ سے خط و کتابت یا بالمشافہ گفتگو کریں۔ فتح محمد سیال ایم۔ اے قادیان

معجون عنبری

یہ دوا دنیا بھر میں مقبولیت حاصل کر چکی ہے۔ ولایت تک اس کے مداح موجود ہیں۔ دماغی کمزوری کیلئے اکسیر صفت ہے۔ جوان بوڑھے سب کھا سکتے ہیں۔ اس دوا کے مقابلہ میں سینکڑوں قیمتی سے قیمتی ادویات اور کشتہ جات بیکار ہیں۔ اس سے بھوک اسقدر لگتی ہے کہ تین تین سیر دودھ اور پاؤ پاؤ بھر گھی ہضم کر سکتے ہیں۔ اسقدر مقوی دماغ ہے کہ بچپنے کی باتیں خود بخود یاد آنے لگتی ہیں۔ اسکو مثل آب حیات کے تصور فرمایئے۔ اسکے استعمال کرنے سے پہلے اپنا وزن کیجیئے اور بعد استعمال پھر وزن کیجیئے۔ ایک شیشی چھ سات سیر خون آپکے جسم میں اضافہ کر دیگی۔ اسکے استعمال سے اٹھارہ گھنٹہ تک کام کرنے سے مطلق تھکن نہ ہوگی۔ یہ دوا رخساروں کو مثل گلاب کے پھول اور مثل کندن کے درخشاں بنادیگی۔ یہ نئی دوا نہیں ہے۔ ہزاروں مایوس العلاج اس کے استعمال سے بامراد بن کر مثل پندرہ سالہ نوجوان کے بنگئے۔ یہ نہایت مقوی مبہی ہے۔ اس کی صفت تحریر میں نہیں آسکتی۔ تجربہ کر کے دیکھ لیجیئے۔ اس سے بہتر مقوی دوا آج تک دنیا میں ایجاد نہیں ہوئی۔ قیمت فی شیشی دو روپے (عہ) نوٹ:۔ فائدہ نہ ہو تو قیمت واپس۔ فہرست دواخانہ مفت منگوا لیجئے۔ جھوٹا اشتہار دینا حرام ہے۔

ملنے کا پتہ:۔ مولوی حکیم ثابت علی محمود نگر ۵ لکھنؤ

خوبصورتی کی لاثانی اور اکسیر دوا
بیوٹرین

سول ایجنٹ برائے قادیان "سلطان برادرز" رجسٹرڈ

بیگم کپتان سیٹھ محمد حسین صاحب پٹیالہ بیوٹرین رجسٹرڈ کے متعلق تحریر فرماتی ہیں میرے بارہ سالہ بچے کے سر کے بال اڑ کر گنج ہوگیا تھا میں نے بیوٹرین کی دو شیشیاں استعمال کیں جس سے گنج کو مکمل فائدہ ہو کر بال نئے سرے سے نکل آئے میں اپنی تمام بہنوں کو اسکے استعمال کا مشورہ دیتی ہوں

کیل چھائیوں سیاہ داغوں خارش اگزیمہ اور جلدی جراثیمی امراض کا مکمل علاج گورنمنٹ کیمیکل اگزامینر کی ٹیسٹ شدہ ہے اپنے شہر کے انگریزی دوا فروش اور اپنے جنرل ایجنٹ سے طلب کریں قیمت فی شیشی پندرہ آنے

[illegible] اے جہانگیر جی بیوٹرین ایجنٹ شاکسٹ جالندھر شہر پنجاب

بیکاروں کیلئے نادر موقعہ

انگریزی مڈل پاس امیدواروں کیلئے ملازمت کا ایک نادر موقعہ ہے۔ خواہشمند احباب اپنی اپنی درخواستیں مقامی امیر یا پریذیڈنٹ کی تصدیق سے دفتر امور خارجیہ میں فوراً بھیج دیں تاکہ اُن کی ملازمت کے واسطے کوشش کی جاسکے۔ ڈاکٹری کا معائنہ بھی کرالیں۔ تاکہ انہیں مفت میں آنے جانے کی زحمت نہ اٹھانی پڑے۔

ناظر امور خارجیہ سلسلہ احمدیہ قادیان

اگر آپ پریشانی سے بچنا چاہتے ہیں تو
سٹریٹ ڈیلیوری سروس لاہور کی سرپرستی کیجیے

پریشان ہونیکی ضرورت نہیں۔ آپکا پارسل صرف دو آنہ میں آپکے دروازہ پہنچ جائے گا۔ چنگی خانوں یا کسی اور دفتر کی کھڑکیوں کے سامنے انتظار کرنے کی ضرورت نہیں رہتی

نمبر ۴۸۱۷ کو فون کریں
نارتھ ویسٹرن ریلوے

لاہور میں سٹریٹ ڈیلیوری سروس بہمت تمام خدمت صرف دو آنہ کے عوض بجالاتی ہے

نارتھ ویسٹرن ریلوے

بوائے فائرمینوں گریڈ 30 - 5/2 - 35 کی سات اسامیوں کیلئے درخواستیں مطلوب ہیں۔ امیدواران کی عمر یکم مئی ۱۹۴۱ء کو پندرہ سے بیس سال کے درمیان ہونی چاہیئے۔ درخواستیں مجوزہ فارم پر بیس مارچ ۱۹۴۱ء تک ڈویژنل دفاتر میں پہنچ جانی چاہئیں۔ کم سے کم تعلیمی معیار۔ میٹرکولیشن سیکنڈ ڈویژن یا اس کے مترادف کوئی امتحان ہے۔ درخواستوں کے ساتھ چال چلن۔ تعلیمی اوصاف اور کھیلوں میں مہارت کی مصدقہ نقول آنی چاہئیں۔ پوری تفصیلات جنرل مینجر نارتھ ویسٹرن ریلوے لاہور کے نام ایک لفافہ آنے پر مہیا کی جاسکتی ہیں۔ جس پر ٹکٹ چسپاں ہو۔ اور اپنا ایڈریس درج ہو۔ اس کے بائیں بالائی کونہ میں یہ الفاظ بھی Vacancy for Boy Fireman لکھے ہوتے چاہئیں۔

جنرل مینجر

سٹ امتحانی کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام

(۱) براہین احمدیہ ہر چہار حصہ مکمل۔ دو روپے آٹھ آنہ (۲) ایام الصلح اردو بارہ آنے ۱۲ر

نوٹ:۔ امتحان میں صرف براہین احمدیہ ہر چہار حصہ سے حصہ چہارم ہی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ستر کتب کا سٹ صرف پچیس ۲۵ روپیہ ہیں۔

ملنے کا پتہ:۔ مینجر بک ڈپو تالیف و اشاعت قادیان

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

لنڈن ۲۰ فروری ہوائی وزارت نے اعلان کیا ہے کہ کل اندھیرا ہوتے ہی دشمن کے ہوائی جہازوں نے جنوبی ویلیز پر حملہ کر دیا۔ اور مکانوں اور دوکانوں پر دھماکے کے ساتھ پھٹنے والے بم گرائے آتشگیر بموں سے کئی جگہ آگ لگ گئی مگر صبح ہوتے ہی اس پر قابو پا لیا گیا دشمن کے اس حملہ سے کچھ جانی نقصان بھی ہؤا۔ اس کے علاوہ لنڈن پر بھی حملہ کیا گیا مگر نقصان کچھ زیادہ نہیں ہؤا۔

لنڈن ۲۰ فروری ایبے سینیا اور اطالوی سمالی لینڈ پر انگریزی ہوائی جہازوں نے پھر زناٹے کے حملے کئے ہیں۔ چنانچہ کئی ریلوے لائنوں کارخانوں اور فوجی بارکوں پر آتشگیر بم برسائے گئے۔ افریقہ کے دوسرے مورچوں پر سے کوئی تازہ خبر نہیں آئی البتہ یہ معلوم ہؤا ہے کہ انگریزی فوجیں سمالی لینڈ اور ارٹریا میں دشمن کی فوجوں پر دباؤ ڈال رہی ہیں ایبے سینیا کے باشندوں نے کئی اطالوی چوکیوں پر قبضہ کر لیا ہے۔ انگریزی ہوائی جہاز جھپٹ کر دشمن کے علاقہ پر حملے کرتے اور ساتھ ہی اشتہارات بھی پھینکتے ہیں جن میں باشندگان ملک کو یہ تحریک کی جاتی ہے کہ وہ اطالویوں کو اپنے ملک سے نکال دیں۔

لنڈن ۲۰ فروری یونانی فوجوں نے کچھ نیچے کھیچے اور اطالوی قبضہ کر لئے ہیں۔ اطالویوں نے تین جگہ حملے کئے مگر ہر مقام پر انہیں پسپا کر دیا گیا۔ شمالی علاقہ میں بھی انہوں نے دو بار حملہ کرنے کی کوشش کی مگر یونانی فوجوں نے گولے برسا کر بھگا دیا۔

دہلی ۲۰ فروری۔ تیل کی صنعت کو ترقی دینے کی تجاویز پر غور کرنے کے لئے حکومت نے ایک کمیٹی مقرر کی ہے۔ جس میں ٹاٹا آئل ملز کے جنرل مینیجر بھی شامل ہیں۔

دہلی ۲۰ فروری۔ آج سنٹرل اسمبلی میں ہندوستان میں جنگی سامان کی تیاری کے متعلق بعض سوال کئے گئے۔ سر محمد ظفر اللہ خان صاحب نے ایک سوال کے جواب میں بتایا کہ ستمبر ۱۹۳۹ء سے ۱۵ر جنوری ۱۹۴۱ء تک انڈین سٹور ڈیپارٹمنٹ نے ۱۸ کروڑ سے زیادہ کے آرڈر دئیے ہیں۔ سپلائی ڈیپارٹمنٹ نے دو کروڑ سے زیادہ کی عمارتی لکڑی کے آرڈر دئیے ہیں۔ دہلی میں جو ایسٹرن گروپ کانفرنس ہوئی تھی۔ اس پر ۲ لاکھ ۱۵ ہزار روپیہ صرف ہؤا۔ جو سنٹرل ریونیو کے ذمہ ہوگا۔ ایسٹرن گروپ کونسل میں ریاستوں کو کوئی علیحدہ نمائندگی نہیں دی جائے گی۔ حکومت ہند اس کونسل کے خرچ کا حصہ ادا کرے گی۔ آج سنٹرل اسمبلی میں ریلوے ملازمین کی اپیل کے قواعد میں تبدیلی کا بل نامنظور کر دیا گیا۔

لنڈن ۲۰ فروری پولینڈ میں اہل ملک کی مختلف ٹولیوں اور جرمن پولیس میں جھڑپوں کی خبریں برابر آتی رہتی ہیں۔ ایک تصادم میں چالیس جرمن سپاہی مارے گئے۔ اور ایک بلوہ میں ایک جرمن جرنیل ہلاک ہو گیا۔

لنڈن ۲۰ فروری۔ نازی ریڈیو نے یہ بے پر کی اڑائی ہے کہ برطانیہ کے جہازوں نے بحر الکاہل اور بحیرہ ہند میں آمد و رفت بند کر دی ہے۔

بنکاک ۲۰ فروری تھائی لینڈ کے شہریوں سے کہا گیا ہے کہ عورتوں اور بچوں کو باہر بھیج دیں۔ حکومت نے اعلان کیا ہے۔ کہ یہ صرف ایک احتیاطی لزوم ہے

لنڈن ۲۰ فروری کینیڈا کے وزیر اعظم نے اعلان کیا ہے کہ برطانی کولمبیا میں جو جاپانی آباد ہیں۔ وہ اپنے نام رجسٹر کرائیں۔ یہ صرف ان کے فائدہ کے لئے ہے۔ تا کوئی قانون کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ملک میں داخل نہ ہو سکے۔

نیویارک ۲۰ فروری۔ امریکن گورنمنٹ نے فیصلہ کیا ہے کہ ۲۴ کروڑ ۲۰ لاکھ ڈالر خرچ کر کے بحر الکاہل میں نئے سمندری اڈے بنائے جائیں۔ اور پہلے زیادہ مضبوط کئے جائیں۔

انقرہ ۲۰ فروری۔ ترکوں نے اس افواہ کو غلط بتایا ہے کہ بلغاریہ کے ساتھ ترکی کے معاہدہ کے نتیجہ میں برطانیہ کے ساتھ ترکی کا معاہدہ کمزور ہو گیا ہے۔ ایک ترک مدبر نے کہا۔ کہ برطانیہ کے ساتھ ترکی کی دوستی بہت پختہ ہے۔ اس میں نہ پہلے کوئی فرق آیا تھا۔ اور نہ اب اس معاہدہ کے نتیجہ میں کوئی فرق آئے گا۔ بلغاریہ نے ترکی اور یونان دونوں سے کسی پر حملہ نہ کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ اگر وہ اس پر قائم نہ رہا۔ تو ترکی جو چاہے گا کرے گا۔ اس سے نازیوں کے اس پروپیگنڈا کی تردید ہوتی ہے۔ کہ بلغاریہ اور ترکی کا معاہدہ جرمنی کی سیاسی کامیابی ہے۔

انقرہ ۲۰ فروری۔ بخارسٹ سے جو لوگ بھاگ کر استنبول پہنچے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ رومانیہ میں بلیک آؤٹ کے سلسلہ میں بڑی کڑی پابندیاں لگا دی گئی ہیں لوگوں کو یہ بتایا جاتا ہے کہ برطانیہ کے ہوائی جہاز رومانوی بندرگاہوں اور تیل کے چشموں پر بمباری کریں گے۔ ان دونوں پر اب جرمنوں کا قبضہ ہے۔

دہلی ۲۰ فروری۔ حکومت ہند نے اعلان کیا ہے۔ کہ رومانیہ کو اب دشمن کا علاقہ قرار دے دیا گیا ہے۔

دہلی ۲۰ فروری۔ حکومت میسور نے نظر بندوں کے دو کیمپ کھولنے کے لئے جگہ دی ہے۔ ۲۰۰۲ اطالوی بنگلور پہنچ چکے ہیں۔

دہلی ۲۰ فروری برما اور حکومت ہند کی تجارتی بات چیت کے سلسلہ میں ہندوستان کے غیر سرکاری مشیر دل نے اپنی رپورٹ بھیج دی ہے۔ برما کے نمائندے کل سرکاری نمائندوں سے ملیں گے اور پھر واپس چلے جائیں گے اور چھ مارچ کو پھر آئیں گے۔

دہلی ۲۰ فروری۔ آج سنٹرل اسمبلی میں اس غیر سرکاری ریزولیوشن پر بحث ہوئی۔ کہ ریلوے ملازموں کی فرقہ وارانہ یونینوں کو نامنظور کرنے کی پالیسی ترک کر دی جائے بحث ابھی جاری تھی۔ کہ اجلاس ختم ہو گیا۔

وشی ۲۰ فروری موسیو ڈارلان پیرس میں موسیو لاول سے ملاقات کے بعد یہاں واپس پہنچ گئے ہیں معلوم ہؤا ہے آپ نے موسیو لاول کو بعض باتوں پر دستخط کرنے کو کہا ہے۔

لنڈن ۲۰ فروری آج آسٹریلیا کے وزیر اعظم نے وزارت کے سامنے یہ تجویز پیش کی۔ کہ مسٹر دینہ ال دگی کو یہاں بلایا جائے۔ نیز چین۔ ڈچ ایسٹ انڈیز اور سنگاپور میں ایلچی بھیجے جائیں۔

دہلی ۲۰ فروری۔ گورنر مدراس کے جنگی فنڈ میں ۸۶ لاکھ تیرہ ہزار روپیہ جمع ہو چکا ہے صوبہ بہار نے تین ہوائی جہازوں کے لئے دو لاکھ ایک ہزار روپیہ دیا ہے۔ ضلع کانگڑہ نے ستر ہزار روپیہ دیا ہے۔

لائلپور ۱۹ فروری۔ گندم ڈڈہ 3/-/13 عـ591 3/1/9 - گھی خالص -/-/48 - کپاس دیسی -/6/4 - نرما -/15/7 - بجنور میں کھانڈ -/14/9 پھگواڑہ میں -/12/9 - بمبئی میں سونا 42/5/6 چاندی -/4/63 -

ٹوکیو ۲۰ فروری جاپان کی ڈومی ایجنسی نے جاپانی انفارمیشن بورڈ کا ایک بیان شائع کیا ہے۔ کہ جاپان یورپ کی لڑائی میں بیچ بچاؤ کرانے کے لئے تیار رہے۔ اور اس نے یہ بھی کہا ہے۔ کہ جاپان جرمنی اور اٹلی کی طرف سے صلح کی یہ پہلی کوشش ہے۔ حالانکہ یہ پہلی نہیں بلکہ تیسری کوشش ہے۔ پہلی کوشش ہٹلر نے تسخیر پولینڈ کے بعد اور دوسری جولائی ۱۹۴۰ء میں سقوط فرانس کے بعد کی تھی۔ تا وہ برطانیہ پر حملہ کی مصیبت سے بچ جائے۔ اور مفت میں لڑائی جیت لے۔

عبد الرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور دفتر الفضل سے شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی